

پاکستانی بحری حکمت عملی اور آپریشن محافظ البحر

ناصر نقوی
(مصنف سینئر جرنلسٹ اور کالم نویس ہیں)





پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہونے کے باوجود اپنی سلامتی اور خودمختاری کے حوالے سے دفاعی شعبے میں کسی سے کم نہیں۔ اس کی تینوں افواج، بری، بحری اور فضائی، اپنی صلاحیتوں کے اعتبار سے محدود وسائل میں بھی منفرد مقام رکھتی ہیں۔ حالانکہ پاکستان ایک پرامن ملک کی حیثیت سے کسی قسم کے جنگی عزائم نہیں رکھتا۔ وہ جانتا ہے کہ جنگ کبھی بھی، کسی بھی صورت میں، مسائل کا حل نہیں ہوتی، لیکن بدقسمتی سے اسے ایک ایسا ہمسایہ ملا جس نے نہ کبھی اسے دل سے تسلیم کیا اور نہ ہی وہ پاکستان کو امن، ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن دیکھنا چاہتا ہے۔ یہی بنیادی وجہ ہے کہ ریاست نے اپنے دفاعی معاملات کو کبھی نظرانداز نہیں کیا۔ جوں جوں مکار ہمسائے نے اسلحہ ذخیرہ کیا، توں توں پاکستان نے بھی نہ صرف اپنے دفاعی انتظامات کو منظم کیا بلکہ تربیت اور ہنرمندی میں بھی انہیں منفرد بنا دیا۔ جس کے خوف سے اسے ''ایٹمی طاقت'' بننے کا خیال آیا تو پاکستان کی سیاسی و عسکری قیادت نے اپنے باصلاحیت اور قابلِ فخر سائنس دانوں کی مدد سے یہ منزل بھی طے کر لی۔ پاکستانی صلاحیتوں اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے مطابق وطنِ عزیز ازلی دشمن بھارت سے پہلے ایٹمی طاقت بن سکتا تھا، لیکن عدمِ جنگی عزائم کے باعث اس نے ایسا نہیں کیا۔ بھارت نے خطے میں اپنے آپ کو برتر بنانے کی خواہش اور پاکستان کو دباؤ میں لانے کے لیے دھماکہ کر کے دنیا کے چھٹے ایٹمی ملک کا درجہ حاصل کیا تو پاکستان کی عسکری اور سیاسی قیادت نے ردِعمل میں ایٹمی دھماکے کر کے خطے کی دفاعی طاقت کو متوازن کر دیا۔ الحمدللہ، آج عوامی جمہوریہ پاکستان دنیا کی ساتویں اور مسلم دنیا کی پہلی ایٹمی طاقت کا مقام رکھتا ہے۔ اس کارنامے میں جہاں ہمارے سائنس دانوں کا کمالِ فن

ہے، وہاں بحری، بری اور فضائی افواج کی کارکردگی بھی ایسی ہے کہ پاک افواج کو دنیا بھر میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب جب ضرورت پڑی، اپنی دھرتی پر ہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں پاکستان کی مسلح افواج نے اپنی شاندار کارکردگی سے لوہا منوایا۔ دنیا کا کوئی ''امن مشن'' پاکستان کی افواج کی شمولیت کے بغیر مکمل نہیں سمجھا جاتا۔

جنگِ مئی 2025 میں ازلی دشمن نے للکارا تو فیلڈ مارشل عاصم منیر کی قیادت میں دشمن کو دن میں تارے دکھا دیے گئے۔ فضائیہ اور سائبر ٹیکنالوجی کی مہارت نے زمینی اور فضائی دفاع کا یوں مضبوط حصار بنایا کہ ازلی دشمن بحریہ کی جانب بڑھ ہی نہ سکا۔ بری اور فضائی ''معرکہ آرائی'' نے اس کے چھکے چھڑا دیے کہ وہ سمندری راستہ ہی بھول گیا، جبکہ ہماری بحریہ بھی دشمن کو مزہ چکھانے کے لیے مکمل تیار تھی۔ لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ پاکستان کی تینوں افواج صرف پیشہ ورانہ تربیت میں ہی نہیں بلکہ اس کے علاوہ بھی ریاست انہیں مختلف انداز میں آزمانے اور منظم بنانے کے مواقع فراہم کرتی رہتی ہے۔ ''معرکہ حق'' کے بعد فیلڈ مارشل عاصم منیر کے چیف آف ڈیفنس فورسز بننے کے بعد یہ کام زیادہ مربوط اور مضبوط انداز میں آگے بڑھ رہا ہے۔

اس سلسلے میں بری فوج اگر ملک کی تعمیراتی سرگرمیوں میں اہم کردار ادا کر رہی ہے تو بحری حکمتِ عملی میں تیل کی ترسیل اور تجارتی سرگرمیوں میں پاک بحریہ اہم ترین کردار ادا کر رہی ہے، کیونکہ پاکستان کا جغرافیہ ملک کو ایک اہم بحری ریاست بناتا ہے۔ تقریباً ایک ہزار کلومیٹر طویل ساحلی پٹی اور کراچی پورٹ، پورٹ قاسم ہی نہیں بلکہ گوادر بندرگاہ جیسی بڑی بندرگاہیں پاکستانی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہیں، کیونکہ ملکی 90 فیصد سے زائد تجارت سمندر کے راستے ہی ہوتی ہے۔ بلکہ توانائی کے شعبے میں یہ انحصار اور بھی زیادہ ہے۔ خام تیل اور ایل این جی کی بڑی مقدار انہی بحری راستوں سے پاکستان پہنچتی ہے۔ اس تناظر میں پاک بحریہ کا ''آپریشن حافظ البحر'' صرف عسکری اقدام نہیں بلکہ ایک معاشی و ملکی ضرورت بھی ہے۔ دراصل یہ آپریشن پاکستان کی سمندری حدود اور اہم جہاز رانی کے راستوں کو محفوظ بنانے کے لیے ترتیب دیا گیا ہے، کیونکہ موجودہ حالات میں عالمی سطح پر بحری سکیورٹی کے خطرات میں اضافہ ہوا ہے، لہٰذا سنجیدہ اقدامات ضروری تھے۔

اگر ''آپریشن محافظ البحر'' کا مجموعی جائزہ لیا جائے تو اس کا حقیقی مقصد ساحلی علاقوں، بندرگاہوں اور سمندری تجارتی راستوں کی حفاظت ہے۔ لہٰذا نگرانی، گشت اور کسی بھی ہنگامی صورتحال پر فوری ردِعمل اس کی ذمہ داری ہے۔ بحری قزاقی، دہشت گردی اور علاقائی کشیدگی جیسے خطرات کے پیشِ نظر یہ آپریشن پاکستان کی دفاعی حکمتِ عملی کا لازمی جز بن چکا ہے۔ اس کی انفرادیت اور کامیابی یہ ہے کہ خطرات کو بھانپ کر وقوعے سے پہلے انہیں ماہرانہ اور ذمہ دارانہ انداز میں روکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس آپریشن کی بدولت ساحلی علاقوں میں نہ صرف سکیورٹی پہلے سے بہتر ہوئی ہے بلکہ مسلسل بحری نگرانی سے اداروں کی کارکردگی میں بھی اضافہ ہوا ہے۔

سمندری راستوں سے تیل کی ترسیل ہمیشہ ہی سے حساس رہی ہے بلکہ اس کی حکمتِ عملی بھی پیچیدہ سمجھی جاتی ہے۔ چونکہ پاکستان اپنی

توانائی کے لیے درآمد شدہ خام تیل، ریفائنڈ پٹرولیم مصنوعات اور ایل پی جی ٹینکرز پر انحصار کرتا ہے، اس لیے یہ ترسیل آبنائے ہرمز سے گزرتی ہے، جو دنیا کے سب سے اہم اور حساس بحری راستوں میں سے ایک ہے۔ یقیناً اگر اس راستے میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا ہو جائے تو اس کے فوری اثرات معیشت پر شدید ہو سکتے ہیں۔ ایندھن کی قلت، بجلی کی پیداوار میں کمی اور صنعتی بحران اس کے خطرناک نتائج ہو سکتے ہیں، جنہیں کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے پاکستان کو صرف دفاعی حکمتِ عملی پر انحصار کرنے کے بجائے کثیر الجہتی منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ ایسی حکمتِ عملی جس میں متبادل توانائی ذرائع، ذخائر میں اضافہ اور علاقائی تعاون انتہائی اہم ہو۔



اسی طرح اگر علاقائی اور عالمی تناظر میں اس صورتحال کو دیکھا اور پرکھا جائے تو یہ راز پوشیدہ نہیں رہے گا کہ عالمی سطح پر بحری سکیورٹی اب صرف جنگی جہازوں تک محدود نہیں رہی بلکہ اس میں اقتصادی و معاشی مفادات، توانائی کی ترسیل اور جیو پولیٹیکل سطح پر بحری سکیورٹی توازن بھی شامل ہے۔ چین پاکستان اقتصادی راہداری کے تحت گوادر بندرگاہ کی اہمیت بھی بڑھ گئی ہے۔ یقیناً یہ مستقبل میں توانائی اور تجارت کا ایک بڑا مرکز بن سکتا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ خطرات بھی بڑھیں گے۔ بحیرۂ عرب میں بڑھتی ہوئی عالمی طاقتوں کی موجودگی اور خطے میں جاری کشیدگی پاکستان کے لیے بھی ایک مشکل اور پیچیدہ سکیورٹی ماحول کا باعث بن چکی ہے۔ لہٰذا پاکستان کو مستقبل کے لیے حکمتِ عملی اور اس پر عملی اقدامات کے لیے حالات کا مکمل اور تفصیلی جائزہ لے کر بہت کچھ کرنا ہوگا۔ یعنی جتنا معاملہ سنجیدہ ہے، اسی قدر قومی مفادات کے لیے اہم پالیسی

اور اس پر عمل درآمد کا پروگرام ضروری ہے تاکہ ایسی کسی کوتاہی کا خدشہ باقی نہ رہے جس سے قومی مفادات کو نقصان پہنچنے کا امکان ہو۔

اس سلسلے میں یقیناً جامع منصوبہ بندی حالات کا تقاضا ہے، جس کے لیے جدید ٹیکنالوجی، سیٹلائٹ سسٹمز اور ڈرونز کے استعمال کے ساتھ تیل کے ذخائر میں اضافہ اس لیے ضروری ہے کہ کسی بھی قسم کی ہنگامی حالت میں چند ہفتوں اور مہینوں تک سپلائی بحال رکھی جا سکے۔ لہٰذا علاقائی بحری تعاون کی اہمیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے نہ صرف خلیجی ممالک کے ساتھ تعلقات کو مزید مستحکم کرنا ہوگا بلکہ گوادر بندرگاہ پر بھی خصوصی توجہ دینی ہوگی۔ کیونکہ اس بات سے کوئی خواہ کتنا ہی انکار کیوں نہ کرے، مستقبل میں گوادر ایک ایسا مکمل مرکز بنے گا جو پاکستان اور پاکستانیوں کی ترقی اور خوشحالی کی ضمانت ثابت ہوگا۔ اس لیے ''گوادر'' کو کسی بھی صورت نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ بلوچستان کی محرومیاں بھی یہی ختم کرے گا۔

اگر پاکستانی بحری حکمتِ عملی اور ''آپریشن محافظ البحر'' کی بحث کو سمیٹا جائے تو مجموعی طور پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ مضبوط حکمتِ عملی کسی ستون سے کم نہیں۔ اس سے صرف سکیورٹی فراہم نہیں ہوتی بلکہ ملکی معیشت کو بھی سہارا ملتا ہے۔ لیکن یہ سمجھنا درست نہیں کہ صرف فوجی اقدامات کافی ہیں، کیونکہ توانائی کا انحصار مکمل طور پر درآمدات پر ہے۔ پاکستان تیل برآمد کرنے والے خود کفیل ممالک میں شامل نہیں، اس لیے توانائی کی ترسیل کے تسلسل کو یقینی بنانے کے لیے ایک جامع پالیسی، حکمتِ عملی اور مستقبل کی منصوبہ بندی نہ صرف درکار ہے بلکہ بہتر مستقبل اور عالمی مسائل سے نمٹنے کے لیے ہمیشہ ضروری ہوگی۔ ایسی حکمتِ عملی جس میں دفاع، معیشت اور سفارت کاری کے شعبوں میں بھرپور مشاورت اور توازن ہو، اور ان شعبہ جات کی وزارتوں کے متعلقہ ادارے بھی اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔ مشاورت، تجاویز اور تعاون سے ''آپریشن محافظ البحر'' کو 100 فیصد نہیں بلکہ اس سے بھی آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔

ہمیں، ذمہ داروں اور پالیسی سازوں کو سوچنا اور سمجھنا ہوگا کہ سمندر پاکستان کی صرف جغرافیائی سرحد نہیں بلکہ یہ صنعت و تجارت یعنی اقتصادی ترقی کا سنہرا راستہ ہے۔ لہٰذا اگر اسے محفوظ رکھا جائے گا تو پاکستان کی معیشت بھی محفوظ رہے گی، ورنہ معاشی بحران قومی بحران کی شکل اختیار کر جائے گا۔ ''آپریشن محافظ البحر'' پاکستانی عسکری قیادت کی جانب سے سیاسی قیادت کے لیے انتہائی بہترین سہولت اور قومی ترقی و خوشحالی کے لیے تازہ ہوا کا جھونکا ہے۔ اس سے ہر سطح پر بھرپور اور مثبت انداز میں فائدہ اٹھانا ہوگا، کیونکہ پیٹرولیم مصنوعات کے بغیر ترقی اور خوشحالی کا خواب تک نہیں دیکھا جا سکتا۔ توانائی کا تسلسل کسی بھی معیشت کی کامیابی کے لیے ''آکسیجن'' کی حیثیت رکھتا ہے، اور اسی تسلسل کے لیے پاکستان نے ''آپریشن محافظ البحر'' کی منصوبہ بندی کی۔ موجودہ غیر معمولی بین الاقوامی حالات میں اس کے مثبت نتائج بھی اب منظرِ عام پر ہیں اور کسی سے پوشیدہ ہرگز نہیں۔